Rawajon Ki Qurban Gah

اآج جو روداد میں آپ کو سنانے جا رہی ہوں وہ میری طرح بہت سی لڑکیوں کی زندگی کی کہانی ہو گی۔
یے شک گائوں کی زندگی پر سکون ہوتی ہے لیکن اس سکون میں بھی تلاطم چھیا ہوتا ہے۔ یہ
کسے معلوم کہ جو زندگی اتنی اچھی اور پر امن نظر آتی ہے ، در پردہ کس قدر کٹھن ہے۔ ابا نے گائوں
کسے معلوم کہ جو زندگی اتنی اچھی اور پر امن نظر آتی ہے ، در پردہ کس قدر کٹھن ہے۔ ابا نے گائوں
کے پرائمری اسکول سے مجہ کو پانچویں پاس کرادی لیکن بھائی کو پڑھنے کے لئے ماموں کے
پاس شہر بھیج دیا تھا۔ زمان بھائی جب بھی شہر سے آتے ، اخبار ، رسالے لے آتے اور میں انہیں
پڑھے وقت گزارتی۔ یوں مجہ میں پڑھے لکھوں جسا شعور پیدا ہو گیا۔ میری منگنی اپنے چلچا زاد پڑ ھنے وقت خرار نی۔ یوں مجہ میں پڑ ھے لکھوں جسا شعور پیدا ہو گیا۔ میری منکنی اپنے چاچا زاد معظم سے اس وقت ہوئی تھی جب میں پانوں پائوں چلتی تھی۔ گانوںمیں لڑ کی بالیوں کے لئے شادی بیاہ ایک دلچسپ موضوع ہوتا ہے۔ جو نہی لڑ کی ذرا باشعور ہوتی ہے ، اس کے کانوں میں کچہ اس قسر کے فورجنے لگتے ہیں۔ یہ اپنے پیا کی بہو بنے گی اور یہ تو اپنے خالہ زاد کیا xa0 منگیتر ہے۔ یوں لڑکیوں کے دلوں میں بچپن سے ہی محبت کے بت بنا کر بٹھادیئے جاتے ہیں اور وہ کچے ذہنوں کی لڑکیاں ان کو بے اختیار ہو کر پوجتی رہتی ہیں۔ کبھی یہ بیاہ کامیاب ہو جاتے ہیں اور کبھی یہ بت وقت کے ہاتھوں شکستہ ہو کر ریزہ ہو جاتے ہیں۔ میرے بھائی کی ساتہ بھی قسمت نے کچه عجیب ہی کھیل کھیلا۔ ہوایوں کہ معظم کی بہن فرزانہ جو میرے بھائی کی منگیتر تھی ، وہ میری سہیلی بھی تھی۔ ہمارا ہر وقت کا ساتہ تھا کہ گھر انگن ایک تھا جبکہ کمر ، علیحدہ علیحدہ علیحدہ تھے۔ وہ اور حجا نے اپنے اپنے آئی گھر کو اپنے ، تک تقسیم نیں کیا تھا۔ ہمارا منگیتر تھی، وہ میری سبلی بھی تھی۔ ہمارا آپر وقت کا ساتہ تھا کہ گھر آنگن آیک تھا جبکہ کمرے علیحدہ علیحدہ علیحدہ تھے۔ والد اور چچا نے اپنے آبائی گھر کو ابھی تک تقسیم نہیں کیا تھا۔ ہمارا رہن سہن ، دکہ درد مشتر کہ تھے۔ میرے بچین کا منگیتر معظم جس طرح میرے دل کا حکمراں تھا، ویسے ہی میری (xao) چاچازاد فرزانہ کا منگیتر زمان اس کے خیالوں کا بادشاہ تھا۔ زمان گرچہ میر ابھائی تھا مگر میں سچ کہوں گی کہ مجہ کو اپنے بھائی سے زیادہ اپنی سہبلی فرزانہ سے محبت تھی جو دل کی گہر ائیوں سے زمان کو چاہتی تھی جبکہ وہ انتہائی لاپر وااور بے نیاز لڑکا تھا۔ (xao) xao کے بندھن تھے تاہم کبھی ہم اس بندھن سے خوش تھے۔ مجہ کو بیاہ کر کہیں اور جانا تھا اور نہ ہی فرزانہ کی ڈولی گھر سے باہر جانی تھی۔ ہم غیروں میں جانے سے بہت ڈرتے تھے ، خدا جانے وہ ہمارے ساتہ کیا سلوک کر\ xao یں۔ ہم تو آپس میں محبت کے رشتوں میں گندھے ہوئے خدا جانے وہ ہمارے ساتہ کیا سلوک کر\ xao یں۔ ہم تو آپس میں محبت کے رشتوں میں گندھے ہوئے نمان سے ہوگئی۔ وہ دلہن بنی اپنے باپ کے گھر سے ہماری طرف کے گھر میں زمان کے کمرے میں لا زمان سے ہوگئی۔ وہ دلہن بنی اپنے چچا کے بناغ ہو غ گھر میں چلی گئی۔ صرف ہمارے کمرے میں لا میان میان کے گھر سے سسرال آتے آتے ہا میب کچہ بدلا بدلا بدلا بدلا بدل نظر آنے لگا۔ میری اور نواز کی بنی ہوئی تھی۔ ہم پل بھر کو ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ فرزانہ بھی اپنے دولہا کی دیوانی تھی مگر زمان بھائی کامزاج مختلف بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ فرزانہ بھی اپنے دولہا کی دیوانی تھی مگر زمان بھائی کامزاج مختلف تھا۔ تھا۔ وہ فرزانہ بھابی میں انتی دلچسپی نہیں لیتا تھا، اس کو اپنی شریک حیات سے لگائو نہیں تھا۔ بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ فرزانہ بھی اپنے دولہا کی دیوانی تھی مگر زمان بھائی کامزاج مختلف تھا۔ وہ فرزانہ بھابی میں اتنی دلچسپی نہیں لیتا تھا، اس کو اپنی شریک حیات سے لگائو نہیں تھا محض والدین کے دبائو میں وہ اس رشتے پر راضی ہوا تھاور نہ اس کے خیالات گائوں کی فضا میں محدود نہ رہنا چاہتے تھے۔ شادی بھی وہ کسی شہری لڑ کی سے کرنا چاہتا تھا۔ دیہات کی فضائیں زمان کی سوچوں کا احاطہ نہیں کرتی پاتی تھیں۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ شہر میں پڑ ھے نہے اور وہاں کی زندگی نے ان کو متاثر کیا تھا۔ ان کے خیال میں ایک شہری اور پڑ ھی لکھی لڑ کی بھے اور وہاں کی زندگی نے ان کو متاثر کیا تھا۔ ان کے خیال میں ایک شہری اور پڑ ھی لکھی لڑ کی ہوتی ہیں ، وہ ان کی ذہنی سطح کی بر ابری نہیں کر سکتیں اور فرزانہ تو دیہاتی لڑ کیاں جو ان پڑ ھ ہوتی ہیں ، وہ ان کی ذہنی سطح کی بر ابری نہیں کر سکتیں اور فرزانہ تو دیہاتی لڑ کی تھی جس نے اسکول اور شہر کی شکل کبھی نہ دیکھی تھی۔ میر ابھائی اکثر کہا کرتا تھا۔ بھلاد یہات بھی کوئی رہنے کی جگہ ہے۔ سنیماگھر اور نہ یہاں ٹیلیویژن ، بڑے اسپتال اور نہ اچھے ڈاکٹر ...! کوئی رہنے کی جگہ ہے۔ سنیماگھر اور نہ یہاں ٹیلیویژن ، بڑے اسپتال اور نہ اچھے ڈاکٹر ...! مسواع ہرے کھیتوں اور درختوں کے کیا چیز ہے۔ وہاں کے ریسٹور انوں کا یہاں کی گلی کوچوں سے سواع ہرے بہ وقت میلے کا سا سماں رہتا ہے۔ وہاں کے ریسٹور انوں کا یہاں کی گلی کوچوں سے کیا مقابلہ! جہاں پڑ ھے لکھے لوگوں سے گفتگو کر کے مزہ آتا ہے۔ ہم ان کی اس قسم کی باتیں سن کر یہی سوچتے تھے کہ زمان بھائی ایک نہ ایک دن ضرور گائوں چھوڑ کر شہر جائیں گے فی الحال ان کا شہر جانا ممکن نہ تھا۔ یہاں مشتر کہ پیداوار جو سارے خاندان کے لئے... خوشحالی کا دور بازو ۔ والد اور چچا جان کی مشتر کہ زمین سے مشتر کہ پیداوار جو سارے خاندان کے لئے... خوشحالی کا دور بازو ۔ والد اور چچا جان کی مشتر کہ زمین سے مشتر کہ پیداوار جو سارے خاندان کے لئے... الحال ان کا شہر جاتا ممکن نہ تھا۔ یہاں مشتر کہ فیملی سسٹم کے جو فوائد تھے ، وہ ہم کو حاصل تھے ۔ والد اور چچا جان کی مشتر کہ زمین سے مشتر کہ پیداوار جو سارے خاندان کے لئے ... خوشحالی کا باعث تھی۔ ہماری اسی وجہ سے علاقے میں زیادہ اہمیت تھی کہ دونوں بھائی ایک دوسرے کا زور بازو تھے۔ نہیں ملائی ایک دوسرے کا زور بازو جالیت تھی۔ ہیں میں کی محبتیں ،دکہ سکہ میں ایک دوسرے پر جان دیناوہ نمیتیں تھیں جو ہم کو شہر میں ملازمت ما جائے الیکن کوئی اچپی ملازمت نہ ملی۔ انہوں نے گائوں اگر شادی تو کہ ان کو شہر میں ملازمت نہ ملی۔ انہوں نے گائوں اگر شادی تو کر لی لیکن اب یہاں خود کو مجبور لیکن کوئی اگیر میں بیوی یہ بان کا دل بھی کھیتی باڑی میں نہیں لگتا تھا۔ گھر میں بیوی نہ بھاۓ تو مر دگھر سے باہر گزار نے لگے بیں ، بہی ہوا۔ فرز انہ سے بھائی کا دل نہ لگا، زیادہ وقت گھر سے باہر گزار نے لگے ۔ان کا حل بھی کھیتی باڑی میں نہیں لگتا تھا۔ گھر میں بیوی نہ بھائی دو چار بازیاں سے باہر گزار نے لگے ۔ان کو تاش کھیائے کا بڑا شرق تھا۔ وہ تاش کی بازی لگائے ساتہ والے گائوں کے نمیز دار حیات خان کی اوطاق میں چلے جاتے جہاں ان کے صاحبز ادے کے ساتہ دوچار بازیاں ملک صاحب کے بچوں نے میٹرک اوطاق میں چلے جاتے جہاں ان کے صاحبز ادے کے ساتہ دوچار بازیاں ملک صاحب کے بچوں نے میٹرک سے اگے نہ پڑھا تھا۔ لڑکوں کے ساتہ ان کی لڑکیاں بھی میٹرک ملک صاحب کے بچوں نے میٹرک سے ان کو فکر روز گار نہ نہ ہی ، ملک حیات کے بھائی پاس تھیں۔ زیادہ بڑی زمینز زیادہ تھا۔ یہ لوگ البتہ سیاست میں داچسپی رکھے تھے۔ ملک حیات کے بھائی پہر کی نہ ہوں کے دیات کے بھائی سبب ان کی دھاگ ہی تھے۔ ملک حیات کے بھائی سبب ان کی دھاگ ہی تھے۔ ملک حیات کے بھائی سبب ان کی دھاگ ہی تھے۔ ہوں احساس کمتری نے گھیر رکھا تھا۔ وہ ان لوگوں سے وابستگی کو اپنے سبب ان کی دھاگ ہی تھے۔ ہوتی ہے ، بات بات پر ان کی برتری جنلاتے تھے ۔ ابلجان، بھائی کو کہتے ہیں بیائی کو نجائے کی سمجہ میں نہیں آئی تھے۔ میک نہیں ہوئی سے ان کو دھاگ ہی کے دیسے خو سبب ہوتی ہے ۔ بیسے دوسے دو شیور کی گلاتے تھے۔ داسات کی سیات اس کے کہ وہ اپنی بیوی فرز انہ کو کچہ نہیں جائتے تھے۔ دوہ تبچر بھی رہے تھے اور ندگی میں دیت کیات نہی دو انہ کی ہوتے کیا دیات میں دیت کیات نہی کارشہ تھا ہوا۔ کو دھائے کی دیت اور انہ کو کچہ نہیں جائے تھے۔ ابا نہی دیت کہ بیٹا !

تھی اور فرزانہ بھابی بہت خیال رکھتے تھے تبھی ایک واقعہ اس وقت ظہور پذیر ہوا جب میں تین بچوں کی ماں ہو چکی کے یہاں بھی دو بچوں کا جنم ہو چکا تھا۔ ملک حیات خان اور ان کے گھر والے اپنے بیٹے کے رشتے کے سلسلے میں دوسرے گائوں گئے ہوۓ تھے۔ گھر میں چھوٹالڑ کا اور دو بیٹیاں تھیں، ان لوگوں کو گئے دوسر ادن تھا کہ گھر سے نگینہ غائب ہو گئی ۔ یہ ملک صاحب کی بڑی بیٹی تھی۔ جو بیٹا گھر میں تھا، اس نے جا کر اپنے والدین کو اطلاع دی۔ یہ لوگ بھاگے بھاگے گھر لوٹ آۓ۔ نگینہ کو رشتے داروں کے گھر ، جہاں جہاں ممکن تھا، ڈھونڈا کیا، اس کا پتا نہ چلا۔ اس کی چھوٹی بہن روبینہ نے بتایا کہ وہ چھوٹے بھائی کو دودھ کا ہر تن دینے باڑے کی طرف گئی تھی۔ پہلے تو ہم نے سمجھا کہ گھر میں یہیں کہیں ہے ، پندرہ روز سبھی اس واقعے سے پریشان رہے۔ اچانک ایک دن زمان بھائی گھر سے غائب ہو گئے۔ والد کو شک گزرا۔ انہوں نے بیٹے کے ایک گہرے دوست کو اعتماد میں لے کر اس سے بات کی تو اس نے بتایا کہ چچا جان! آپ کا بیٹا ملک حیات کی بیٹی کو لیک ہو دورہ آپ کیا ہے۔ شہر میں ایک دوست کے گھر رکھا ہوا ہے ۔ مجه کو قسم دی تھی کہ آپ کو نہ بتائوں ایکن وہ آگ سے کھیل رہا ہے ، آپ کو خبر کرناضروری سمجھتا ہوں ورنہ آپ کا سارا گھر انہ اس آگ کی لیکن وہ آگ سے کھیل رہا ہے ، آپ کو خبر کرناضروری سمجھتا ہوں ورنہ آپ کا سارا گھر انہ اس آگ کی لیکن وہ آگ سے کھیل رہا ہے ، آپ کو خبر کرناضروری سمجھتا ہوں ورنہ آپ کا سارا گھر انہ اس آگ کی دوست کے گھر چھے ہیں ، وہ قانون دان کا بیٹا ہے۔ والد صاحب ، ملک معظم خان کے مقابل ایک کمزور بیروں تیے ہے۔ یہ معاملہ تو پھر ملک حیات خان کی دونوں بھی بھرٹی کہ جوہا سر جوڑ کر بیٹھے رہے۔ دونوں بھی بھرٹی کہ جمیہ کو متھو کہ با کیا ہو گیا اور کیا کر یں لیکن چپ رہنے میں بھی بھرٹی نہ تھی۔ یہ بات بھی بھرٹی نہ تھی۔ یہ بات بیائی گم صم تھے کہ اب کیا ہو گا اور کیا کر یں لیکن چپ رہنے میں بھی بھرٹی نہ تھی۔ یہ بات بیٹی میں بھی بھرٹی نہ تھی۔ یہ بات بیٹی کہ بات بیٹی کر بیٹ کے بات کی بیٹی کر بیٹ کی بیٹی کی بیٹی کی بیٹی کی بیٹی کی بیٹی کی بیٹی کر بیٹ کی بیٹی کی بیٹی کی بیٹی کی بیٹی کی بیٹی کی بیٹی کی کہ بات کیا کہ کر بیٹ کی بیٹی کی بیٹی کی کہ بات کیا ہو گیا اور کیا کی بیٹی کی بیٹی کی بیٹی کی کہ کہ کیا کہ کر بیٹی کی کی کر بیٹی کی کر بیا کہ کی کر بیٹی کی کر بیٹی کی کیا کو بیٹی کی کی کیا کی کی ک شخص تھے۔ وہ کسی صورت ان سے ٹکر نہیں لے سکتے تھے۔ یہ معاملہ تو پھرملک حیات خان کی بیٹی کا تھا، ان کی عزت و ناموس کا مسئلہ تھا۔ دون تو والد اور چچا سر جوڑ کر بیٹھے رہے۔ دونوں بھائی گم صم تھے کہ اب کیا ہو گا اور کیا کر بیل لیکن چپ رہنے میں بھی بھلائی یہ تھی۔ یہ بات ایک نہ ایک دن ملک صاحب کے علم آئی تو اس کو سارے گھر اور پاس پڑوس میں بھی ٹھونڈا۔ سبھی ایک تم ایک کہ ہمارے گھر نہیں آئی ہے۔ ملک صاحب یہ ساری رو داد سن کر پریشان تھے۔ مخالفوں پر بیٹ کتا ان کے خلاف رپٹ لکھوادی۔ نگینہ کی تلاش زور و شور سے جاری تھی ،اس کا سراغ نہ ملا۔ زمان بھائی بدستور گھر میں موجود تھے لہذا ان پر کسی کا شک نہ گیا۔ یوں بھی ملک صاحب، نہ زمان رمان بھائی بدستور گھر میں موجود تھے لہذا ان پر کسی کا شک نہ گیا۔ یوں بھی ملک صاحب، زمان دھیٹر کر رکہ دیتے۔ ہم بھی عزت والے تھے ، وہ ہماری عور تیں بھی آٹھوا سکتے نے ہے ۔ میر ے ادھیٹر کر رکہ دیتے۔ ہم بھی عزت والے تھے ، وہ ہماری عور تیں بھی آٹھوا سکتے نے ہے ۔ میر ے احماد کو دھوکاد یا جوان کو بیٹے جیسا سمجھتے تھے اور گھر میں آنے کی اجازت دی ہوئی تھی۔ بھائی نے حرکت ہی ایسی کی تھی ، گھر والوں کی عزت کا بھی خیال نہ کیا اور ملک صاحب کے بعت سوچنے کے بعد بھی جب والد صاحب کو کوئی راہ سجھائی نہ دی تو انہوں نے حالات کا مردانہ وار اعتماد کو دھوکاد یا جوان کو بیٹے جیسا سمجھتے تھے اور گھر میں آنے کی اجازت کی موئی تھی۔ کہارا مجرم بن کر خود بہ عالت اور ملک صاحب کے در دولت پر حاصر ہو گئے۔ ان سے کہا کہ میں تمہارا مجرم بن کر خود بہ عاضل کے عظائوں کے عزت تو ہم سے زیادہ ہے اس لئے نقصان تمہارا مجرم بن کر خود بہ عراض کہتے ہو نے ابلجان نے اپنی پگڑی ملک صاحب کے قدموں میں رکہ دی اور زار و قطار و و ملک میا ہے۔ ایسا کہتے ہو نے ابلجان نے اپنی پگڑی ملک صاحب کے قدموں میں رکہ دی اور زار و قطار دونے لگے ۔ میری عزت کا خور ہی سے بیا ہے کہ کو رو اور ہی میں کہ دی اور ایس آسکتی ہے اور شرف شخص کی بے بسے اس لئے نقصان والد کی حالت زار دیکہ کو ران کو اس ہوڑ ھے ، نیک اور شریف شخص کی بے بسے بیا ہی ہو می اور ایک میں ہو کہ ان کو اس ہو جاپس سے چاہیں ہو میان ہی کو بیٹے کے لئے پا جس سے چاہیں ہی کو میٹے کے لئے پا جس سے چاہیں ہی اپنی بیٹے کے باتے کہا ہے بڈ اخطاوار تو وہی ہی اپنی بیٹے کے کہا ہے بڈ اخطاوار تو وہی نہاں کہا ہی ہو کہا ہے۔ کہ کہا ہے نہ کہا ہے نہ پر رحم آتا ہے۔ گاؤں کے یہ سارے معزز لوگ تمہارے ساتہ آئے ہیں ، ہم کو ان کا بھی خیال ہے لہذاہم نے اپنی بیٹی کے لینی بیٹی کو رحم آتا ہے۔ گاؤں کے یہ سارے معزز لوگ تمہارے ساتہ آئے ہیں ، ہم کو ان کا بھی خیال ہے لہذاہم نے کواپنی بیوی کو طلاق دینا ہو گی ورنہ ہم اپنی بیٹی کی طلاق کر ادیں گے اور اس کو اپنی تحویل میں لے لیں گے اس لئے یہ حل نکالا ہے کہ خون میں لے لیں گے اس لئے یہ حل نکالا ہے کہ خون خرابہ ہو اور نہ ہم اپنی عزت کو کورٹ ، کچہریوں میں اچھالتے پھر یں۔ تمہار الڑ کا ہماری لڑکی سے خرابہ ہو اور نہ ہم اپنی عزت کو کورٹ ، کچہریوں میں اچھالتے پھر یں۔ تمہار الڑ کا ہماری لڑکی سے نکاح کر چکا ہے ، ہم نے یہ تسلیم کر لیا ہے لیکن تاوان تو ہم لیں گے ۔ یوں سمجہ لو کہ ہم نے تم کر اللہ مالیں گے ۔ بس ہم تمہاری پڑی لڑکی کا ہی رشتہ لیں گے جو بیاہی ہوئی ہے۔ اس کی تم کو طلاق کرانی ہو گی ۔ تمہاری چھوٹی لڑکی کا ہی رشتہ لیں گے جو بیاہی ہوئی ہے۔ اس کی تم کو طلاق جانتے ۔ یہ سزا تو سر اتار لیتا یا پھر ان کو سولی پر لٹکادیتالیکن افسوس کہ (کما کہ حیات میرے ابا جان کا سر ہی اتار لیتا یا پھر ان کو سولی پر لٹکادیتالیکن افسوس کہ (کما کہ حیات خان کسی صورت راضی نہ ہوا۔ اس نے کہا۔ ہم جان کی سری بڑی بیٹی سے بی بیاہ کر یں گے ۔ یہ بدلہ ہے ہماری بیٹی سے تمہاری بیٹے کے نکاح کے حق میں دے دیا۔ اباجان نے بہت باتہ جوڑے مگر حیات خان کسی صورت راضی نہ ہوا۔ اس نے کہا۔ ہم کرنے کا اور ہم اپنی بیٹی کی سوکن بھی برداشت نہیں کر میں گے تو زمان کو اپنی پہلی بیوی تمہاری بیٹے کے نکاح کو بھی طلاق دینی ہی ہو گی۔ اب سمجہ گئے ہو نا میری بات ... ؟ اچھی طرح ! جہاں سروں کی بازی دائو کو بھی خون خراب کے بیادی کی ابات کی وجہ سے بیٹے کی زندگی کے بدلے بیٹی اور بہو کی قربانی ان کو ارزاں معلوم ہورہی تھی۔ معززین گائوں نے بھی خون خراب کے حوالے کی دیا گیا۔ یوں عزت کی رسم کو پورا کی دیا بلکہ ہم خون خراب کے حوالے کی دیا گیا۔ یوں عزت کی رسم کو پورا کی دیا بلکہ بیا کی دیا کیا۔ انہ کے دی گیا۔ یوں عزت کی رسم کو پورا کی دیا بلکہ اللہ میر ایک دیا تا کہ دیا گیا۔ یوں عزت کی رسم کو پورا کی دیا بلکہ اللہ میر کے دیا ہوں کی دیا تا کہ دیا گیا۔ یوں عزت کی رسم کو پورا کی دیا بلکہ کو ایک کو ایک کیا۔ انگانی کا دیا گیا۔ یوں عزت کی رسم کو پورا کی دیا گیا۔ یوں عزت کی رسم کو پورا کی دیا گیا۔ یوں عزت کی رسم کو ہے بھی ملک حیات کے حوالے کر دیا گیا۔ یوں عزت کے بدلے عزت کی رسم کو پُور آکر دیا بلکہ باندی بناکر پیش کر دیا۔ فرزانہ کو طلاق کے بعد میرے خالہ زاد بھائی نے نکاح میں لیے کر اپنے بادی بادر پیش کر دید، فررانہ کو طحری کے بعد میرے کانہ راد بھائی کے تعام میں کے کر اپنے گھر میں بسالیا لیکن ان کے بچوں کو ان سے جدا کر دیا گیا۔ پوتے اور پوتی کو اباجان نے اپنے پاس ہی رکہ لیا۔ اسی طرح فرزانہ کے بچے ماں کے لئے روتے بلکتے رہ گئے اور ان کی ماں دوسرے گائوں بھیج دی گئی۔ میرے تین بچے بھی میری ماں نے رکھے تمام عمر میں جن کے ملنے کو ترستی رہی ہوں ۔ عمر بھر میں ملک صاحب کی بیوی ضرور رہی لیکن ان بیٹی کے بدلے تاوان میں آئی تھی اس لئے ان کے سارے خاندان نے مجہ سے نوکرانی کے جیسا سلوک کیا۔ آج تک میں

اللہ کر خدا سے معظّم کو اور وہ مجہ کو نہیں بھولے۔ انہوں نے دوسری شادی بھی نہیں کی سنا ہے اب بھی راتوں کو فریاد کرتے ہیں جس نے جانے کس کارن ان کو مجہ سے اور مجھے ان سے جدا کیا۔ چونکہ میں ان کے باپ کی عزت تھی سوحیات خان کی وفات کے بعد بھی مجہ کوان کے لڑکوں نے واپس بھی میکے جانے نہ دیا۔ اگر رواج اتنے سخت نہ ہوتے اور ابا بھی کو شہری لڑکی سے شادی کرنے دیتے تو آج میں اور فرز انہ برباد نہ ہوتے – میرے بچے بھی ماں کی ممتأ سے محروم ہو گئے\xa0\xa0 لکھ\xa0 لکھ\ میں اور فرز انہ برباد نہ ہوتے – میرے بچے بھی ماں کی ممتأ سے محروم ہو گئے\xa0 لکھ\xa0 لکھ\xa0 لکھ\xa0 لکھ\xa0 لکھ\xa0 کی قربان گاہ پر کب تک بیٹیاں بھینٹ رہیں گی x